سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

احتسابِ اعمال اور محاسبہٴ نفس

نحمده ونصلي على رسوله الكريم اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم ۔ وعدالله الذين آمنوا منكم وعملوا الصالحات ليستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذى ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنايعبدونني لايشركون بي شيأ ومن كفربعد ذالك فاولئك هم الفاسقون۔ (سورة نور آيت ۵۵)

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کئے ہیں وعدہ کر لیا ہے کہ ان کو البتہ ملک میں اس طرح حاکم بنا دیں گے جس طرح حاکم بنایا پہلے لوگوں کو اور ان کے لئے اس دین کو جو ان کیلئے پسند کر دیا جما دیں گے۔ اور ان کے خوف کے بدلے ان کو (اللہ) امن دے گا (یہ لوگ) میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ اس کے بعد جو لوگ ناشکری کریں گے پس وہی لوگ نافرمان ہونگے۔

عالم اسلام مصائب کی زد میں:

مذکورہ آیت کریمہ جس کی تلاوت گزشتہ چار پانچ مواعظ کے دوران مسلسل کر رہا ہوں۔ ایک اہم مسئلہ کی طرف پوری امت کی توجہ دلائی جارہی ہے کہ اسوقت دنیا کے جس حصہ میں مسلمان رہ رہے ہیں' انتشار' مصیبت اور گھمبیر مسائل کا شکار ہیں' کبھی ہم نے سر جوڑ کر غور کیا ہے کہ یہ مصائب مسلمانوں کے ہاں کیوں خیمہ زن اور ان کا مقدر ہو چکی ہیں' گرد و پیش کا جائزہ لیں تو کہیں بھی عیسائی عیسائی کے خون کے درپے نہیں۔ یہودی یہودی کے خون کا پیاسا نہیں بلکہ تمام غیر مسلم ایک نقطہ پر متفق ہیں اور وہ نقطہ صرف اور صرف مسلمان اور اسلام دشمنی ہے۔ مسلم دنیا بھی آپس میں ایسی الجھنوں کا شکار ہے کہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا رہے ہیں۔

خود کردہ را علاجے نیست:

جب بھی آپس میں بیٹھنے کا موقع ملتا ہے مسلمانوں کے زوال ان پر ظلم و ستم اور بدحالی کے تذکرے بکثرت ہوتے رہتے ہیں۔ شاذ و نادر ہی کوئی مجلس ان اذکار سے خالی ہوگی۔ کوئی فحاشی و عریانی پر نالاں اور کسی کو رشوت' سود' زنا'

مہنگائی وغیرہ کی شکایت ہے۔ کیا ہم اور آپ نے کبھی ان پریشانیوں کے عوامل و اسباب پر سوچا ہے۔ نہ صرف مسلمان ہی ان مسائل و مصائب کے گرداب میں کیوں پھنسے ہوئے ہیں۔ بے شمار وجوہات میں سے ایک وجہ تو یہ ہے کہ ہم میں سے جو کسی برائی کے خلاف سب سے زیادہ بول رہا ہے اس کے دینوی اخروی ضرر گنتے گنتے تھکتا نہیں جب خود اسی بدی سے معاملہ کرنے کا وقت آیا ہے تو نہایت خوشی سے ہتھیار ڈالنے کے بعد اسی برائی سے ڈیل کر کے اس میں مبتلا ہو جاتا ہے' خور کردہ راعلاجے نیست۔

دوسروں سے قبل اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے:

گویا ہر مسلمان امت کی اصلاح وفلاح کا تو خواہشمند ہے مگر یہ خواہش صرف اس حد تک ہے کہ دوسرا راہ راست پر آجاتے اپنے درستگی کی طرف نہ توجہ ہے نہ خواہش' ہر ایک کی نظر اپنے مادی فوائد' ذاتی مسائل تک محدود ہے' ان فوائد کے حصول اور مسائل کے حل میں عہد شکنی' جھوٹ' فریب اور دھوکہ دہی کو بھی مہارت اور عقل و دانش سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ دوسروں کے اصلاح کی آرزو رکھنے والے کیلئے ضروری ہے کہ دوسروں کی عیوب کی نشاندہی سے پہلے اپنے گریباں میں دیکھے کہ انہی گناہ میں یہ خود تو گرفتار نہیں اگر یہ خود مبتلا ہے تو پہلے اپنی اصلاح کر کے دوسروں کو راہ راست پر لانے کی فکر کرے' اگر خود برائی سے باز نہیں آتا اور دوسروں کو نیکی کا حکم کرتا ہے تو یہ امت کا خیر خواہ نہیں بلکہ اللہ اور امت دونوں کا مجرم ہے۔ انہی قسم کے اصلاح پسندوں کے بارہ میں رب العالمین نے وعیدوں کی شکل میں واضح آیات نازل فرما کر ایسے افراد سے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے۔ ارشاد فرمایا:

اتأ مرون الناس باالبر وتنسون انفسکم و انتم تتلون الکتاب افلا تعقلون (البقرہ)

ترجمہ: ''کیا تم لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھلائیوں سے بھلا بیٹھتے ہو اور تم قرآن مجید پڑھتے رہتے ہو کیا تم پھر بھی سمجھتے نہیں ہو۔''

دوسرا ارشاد ہے: یاایھا الذین آمنوا لم تقولون مالا تفعلون۔

ترجمہ: '' اے ایمان والو! تم ایسی بات کیوں کرتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے۔''

اپنی ذات کا محاسبہ:

دوسرے پر اثر تب ہوتا ہے' جب ترغیب اور گناہ کی نشاندہی کرنے والا خود نیکی پر عمل کرے اور گناہ سے بچتا رہے' تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ جن مبارک ہستیوں نے لوگوں کو دین کی طرف آنے اور اس پر عمل کرنے کی دعوت دی۔ پہلے وہ خود عمل کر کے دوسروں کے لئے ایسے نمونے بن گئے کہ لوگ ان کو دیکھ کر ایمان او راعمال صالحہ کی طرف راغب ہو جاتے۔ شاید ہم رحمت دو عالم صلعم کے اس ارشاد کا مصداق بن چکے ہیں کہ

مثل الذی یعلم الناس الخیر وینسی نفسہ کمثل السراج یضئ للناس ویحرق

نفسہ (طبرانی)

ترجمہ: ''اس آدمی کی مثال جو لوگوں کو خیر سکھائے اور خود اس پر عمل نہ کرے اس چراغ کی طرح ہے جو اور لوگوں کو روشنی دے رہا ہے مگر خود اپنے آپ کو جلا رہا ہے۔''

اسلام ہمیں سب سے پہلے اپنے نفس کے محاسبہ کا حکم دیتا ہے۔

جماعت صحابہؓ کی بے مثال تربیت:

اپنے اعمال و کردار پر غور' محاسبہ اور اصلاح کے بعد اور لوگوں کو نیکیوں پر آمادہ اور برے کاموں سے بچانے کی کوشش ہو تو یہ جدوجہد کارگر ثابت ہو کر اللہ کے راضی کرنے اور خدمت خلق کی بہترین صورت ہو سکتی ہے۔ لیکن شرط اخلاص نیت سے امت کی صلاح وفلاح ہو صرف لوگوں کی برائیوں اور گندگی کی تشہیر کر کے ان کو ذلیل کرنا نہ ہو۔ اسی انسان کو جب حضورؐ نے اعلیٰ اخلاقی اور نفسیاتی تربیت سے مالا مال فرمایا' تو محاسبہ نفس کے ایسے مثال قائم کر دیئے کہ اسلام کے علاوہ اور مذاہب کی تاریخ میں اس کی مثال کا ملنا بھی ناممکن ہے' اگر کسی وقت بتقھائے فطرت بشری آپؐ کے کسی صحابی سے گناہ کا ظہور ہو جاتا تو اپنے مضبوط ایمان کی وجہ سے وہ بے چین ہو کر دربار نبویؐ کی طرف دوڑتے کہ اے اللہ کے رسول مجھے گناہ کے اس آلودگی سے پاک فرما۔ اپنے اصلاح کیلئے اسے یہ پرواہ نہ ہوتی کہ لوگ کیا کہیں گے۔ مذاق اڑائیں گے حاضرین کے سامنے شرمندگی اور رسوائی ہوگی' گہرے وسیع اور راضح ایمان کی بدولت نجات اخروی کے لئے وہ ہر قسم کے دینوی مصائب و پریشانی جھیلنے کے لئے ہمہ تن تیار رہتے۔ اسی راہ میں کسی قسم کے مصلحت کو رکاوٹ تسلیم کرنے کے وہ قطعاً روادار نہ تھے۔

حضرت ماعزؓ بن مالک کا اعتراف جرم:

محاسبہ نفس اور آخرت کی سزا و اللہ کی کی ناراضگی سے بچنے کی خاطر اقرار جرم کرنے والوں میں سے ایک اہم واقعہ دربار نبوت کی حاشیہ نشینی کر کے اس سے فیضیاب ہونے والے حضرت ماعزؓ کا آپ نے سنا ہوگا۔

عن ابن عباسؓ قال لما اتی ماعز بن مالک النبی ﷺ فقال له 'لعلک قبلت اوغمزت او نظرت قال لا یا رسول اللہ قال انکتها لایکنی قال نعم فعند ذلک امر برجمه رواه البخاری۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے روایت ہے جب ماعز بن مالک (مسجد نبوی میں) حضور صلعم کے پاس آئے اور کہا کہ مجھ سے زنا کاری ہوئی ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا شاید تم نے اجنبیہ سے بوسہ لیا ہوگا یا اسے صرف (شہوت) سے ہاتھ لگایا ہوگا یا (صرف) دیکھا ہوگا۔ انہوں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ۔ حضورؐ نے پوچھا کیا تم نے زنا (جماع) کیا ہے۔ راوی کا کہنا ہے کہ حضورؐ نے یہ بات اشارے کنایہ میں نہ پوچھی۔ ماعز نے کہا ہاں میں نے جماع کیا ہے۔ اس کے بعد

آپؐ نے ماعز کو سنگسار کروانے کا حکم فرمایا۔

خوف خدا اور عقیدہ آخرت کے برکات:

یہ واقعہ کتب احادیث میں کئی رواۃ سے مختلف تفصیلات کے ساتھ ذکر ہے۔ جس کے ہر ہر جملہ میں بے شمار اسرار ورموز اور مسائل کا استنباط واستخراج پوشیدہ ہے۔ جس پر بحث وتحیص علماء وطلباء ہی کا کام ہے۔ ہم اور آپ جیسے گناہوں کے دلدل میں پھنسے ہوئے افراد نے گناہ کا ارتکاب کرنے کے بعد کبھی اس بے چینی اور اپنے ضمیر کو ملامت کرنے کا مظاہرہ کیا ہے جس کا اظہار حضرت ماعز نے آپؐ کے دربار میں اصرار واقرار سے فرمایا۔ خوف خدا وعقیدہ جزاوسزاء کی اتنی پختگی تھی کہ بار بار آخرت کی سزا کی جگہ دنیا کی سزا برداشت کرنے پر مصر تھے۔ وہ شیطان کے اس دھوکہ میں آنے والے نہ تھے کہ جو کچھ گناہ کرنے ہیں کرلو دنیا کے خرافات سے جی بھرلو۔ آخرِ عمر میں توبہ کرلیں گے اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ سارے گناہ معاف کردے گا۔ بلکہ ہر وقت خوف خدا اور آخرت کی فکر میں ایسے محو اور متفکر رہتے کہ تمام عمر کا حساب دینا پڑے گا۔ پل صراط کو عبور کرنا ہے۔ ذرے ذرے کا پوچھا جائے گا۔ کیوں۔ کیا۔ کیسے۔ اور کہاں سے حاصل کیا۔ بدن کے ہر عضو کے اعمال کے بارے میں جوابدہی ہوگی۔ کاش ہم میں بھی اسی طرح کی سوچ پیدا ہوتو پھر یقیناً خوف خدا پیدا ہوکر ہر وقت اور ہر قدم پر اپنے احتساب کی ایسی عادت پڑ جائیگی کہ خطا اور گناہ کے سرزد ہونے پر بے چین ہوکر گناہ کی گندگی سے فوری طور پر پاک ہونے کے طریقے اور راستے تلاش کرنے میں لگ جائیں گے۔

حضرت غامدیہؓ کا قصہ:

اپنے ساتھ خود انصاف کرنے کی جو قوت اللہ نے ان کو عطا فرمائی یہ صرف مرد حضرات صحابہؓ کی خصوصیت نہ تھی بلکہ صنف نازک صحابیاتؓ بھی مردوں سے دو قدم آگے نکلنے کے جذبہ سے معمور تھیں۔ حضرت ماعز کے رجم کے بعد ایک عورت غامدیہؓ آکر حضور کو کہنے لگی' اللہ کے رسولؐ مجھ سے زنا کی غلطی سرزد ہوگئی' مجھے پاک وطاہر فرما۔ گناہ کے دھلنے اور معافی کے لئے ایسی تڑپ رہی تھی کہ فوراً گناہ کا ثبوت بھی پیش کردیا میں اس غلطی کی وجہ سے حاملہ بھی ہوں۔ آپؐ نے بچہ کی ولادت تک انتظار کرنے کا فرمایا۔ حضور کو جب بچہ کی ولادت کی خبر دے دی گئی تو آپؐ نے بچہ کو دودھ سے فراغت تک انتظار کرنے کا حکم دیا۔ دودھ پلانے کی مدت کے خاتمہ پر بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا دے کر پھر حاضر ہوئی کہ یارسول اللہ اب تو یہ بچہ خود کھانا کھانے کے لائق ہوگیا ہے۔ میرے دودھ پلانے کی اب اس کو ضرورت نہیں۔ اطمینان وسکون اور چین تب اسے حاصل ہوا کہ سرور کونین صلعم نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دے دیا۔

گناہ کی یاد میں اپنے آپ پر دنیوی سکون حرام کرنے والی اس مقام پر فائز ہوئی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس عورت نے ایسی توبہ کرلی اگر ایسی توبہ کوئی ناجائز ٹیکس لینے والا کرے تو اس کی مغفرت ہوجائے گی۔

گناہوں کی نحوست:

خیرون القرون میں مرد تو کیا کہ عورتوں کی حالت یہ تھی کہ گناہ صادر ہونے کے بعد جب تک صدقِ دل سے توبہ اور سزا کا اجراء نہ ہوتا مرغ نیم بسمل کی طرح بے قرار رہتی۔ آج مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ رب العزت کی نافرمانی اور گناہوں پر گناہوں کا سلسلہ جاری ہے کسی کو اپنے معاصی کا احساس ہی نہیں ہو رہا تو یہ تو دور کی بات ہے۔ گویا گناہ کو گناہ سمجھنے کی قوت بھی سلب ہو چکی ہے۔ خود گناہ کے گندے تالاب میں تیرتے ہوئے بھی دوسروں کے پاکی کے درپے ہیں۔ یقینی بات ہے کہ خود اس حال میں ہوں تو دوسروں کی اصلاح کی خواہش کب پوری ہوسکتی ہے۔ انہی پے درپے گناہوں کے صادر ہونے کا ایک بڑا نقصان دہ اثر یہ ہو جاتا ہے کہ مسلمان کے دل میں رب العالمین کی جو عظمت ہوتی ہے گناہوں سے دل سیاہ ہو کر یہی انسان اللہ کی عظمت اور ہیبت سے محروم ہو جاتا ہے۔ جب اس حد کو مسلمان پہونچ گئے تو مصائب و پریشانیوں کی کیا شکایت؟ ان اعمال کا نتیجہ تو یہی نکلتا ہے۔

خالق کائنات کا ارشاد ہے اور اٹل فیصلہ ہے۔ ما اصابکم من مصيبة فبما کسبت ايديکم۔
ترجمہ: ''جو مصیبت تم کو پہونچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے۔ یعنی یہ تمہارے گناہوں ہی کا وبال ہے۔''
بات لمبی ہوگئی محاسبہ نفس مستقل موضوع ہے۔ انشاءاللہ آئندہ کسی موقع پر اس مسئلہ پر تفصیلی معروضات پیش کروں گا۔

نسخہ اصلاح عالم:

آج مسلم دنیا کے مسلمان اپنے اوپر ظالم و جابر اور بے دین حکمرانوں کے مسلط ہونے کا واویلا کر رہے ہیں واقعی ایسا ہی ہے کہ اپنے ہی ملکوں میں رہنے والوں پر غیر ملکی اور کفر کے آلہ کار لوگوں کے ہاتھوں میں اقتدار ہے جو دین کے جڑوں کو کمزور کرنے اور اپنے ہی رعیت پر ظلم و جبر کے پہاڑ توڑنے میں دشمنوں سے بھی آگے نکلے ہوئے ہیں' آخر کیوں؟ اگر اسلامی تعلیمات و احکامات کا عبرت کی آنکھوں سے غور کیا جائے تو یہ سب کچھ بھی ایمان کے دعویٰ کے باوجود ایمان و عمل صالح پر استقامت سے قائم نہ رہنے اور مکمل اتباع نہ کرنے کا خمیازہ بھگتنا پڑ رہا ہے۔ جبکہ مسلمانوں نے اپنے آپ کو بدلنے کے بجائے صرف دعاؤں سے اپنے ظالم حکمرانوں کو بدلنے کا راستہ اختیار کیا ہوا ہے۔

ظالموں کے شر سے بچنے کا نسخہ:

حالانکہ مرشد عالم ﷺ نے ان حالات سے نجات حاصل کرنے کیلئے ایسا نسخہ اکسیر ذکر فرمایا ہے جس پر کاربند ہو کر نہ صرف رعیت کو اطمینان و سکون بلکہ بگڑے ہوئے حاکموں کی بھی اصلاح ہوسکتی ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

عن ابی الدرداء قال قال رسول الله ﷺ ان الله تعالیٰ يقول انا الله لا اله الا انا مالک الملوک قلوب الملوک فی يدی و ان العباد اذا اطاعونی حولت قلوب ملوکهم عليهم بالرحمة والرأفة۔ و اذا عصونی حولت قلوبهم بالسخطة

والنقمة فساموهم سوء العذاب فلا تشغلوا انفسكم بالدعاء على الملوك ولكن اشغلوا انفسكم بالذكر والتضرع كي اكفيكم ملوككم (رواه ابونعیم)

ترجمہ: ''حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول صلعم نے فرمایا رب العزت ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہیں بادشاہوں کا مالک اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں۔ بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں (اگر) بندے میری فرمانبرداری کرتے ہیں تو (ظالم) بادشاہوں کے قلوب کو انکے حق میں رحمت اور شفقت کی طرف موڑ دیتا ہوں اور جب میرے بندے میری نافرمانی کرتے ہیں تو میں ان کے حق میں (عادل اور نرم خو) حاکموں کو غضب اور سختی کی طرف موڑ دیتا ہوں۔ جس کے نتیجے وہ بادشاہ ان کو سخت مشکلات اور تکالیف میں مبتلا کردیتے ہیں۔ اس لئے تم اپنے کو ان حاکموں کے لئے (صرف) بددعا کرنے میں مشغول نہ رکھو بلکہ (دعاؤں کے ساتھ اپنے آپ کو ذکر اللہ میں مشغول کرو تا کہ میں تمہیں ان حاکموں کے شر ور اور تکالیف سے محفوظ رکھوں۔''

دوسرے کی اصلاح حال کے بجائے اپنے اعمال پر نظر رکھو:

گویا رب ذوالجلال کا طے شدہ اصول ہے کہ اوروں سے اصلاح حال کی توقع رکھنے سے پہلے اپنے اعمال و کردار کی راست بازی اور اللہ و رسول کے احکامات کا پابند کرنا ہوگا۔ اگر اخلاق و اعمال میں حضورؐ کو اپنا اسوۂ بنا کر اسی کے مطابق زندگی گزارنے کا عزم کیا جائے۔ تو حاکم بھی دیندار' مشفق و مہربان ہوں گے۔ رحمتوں کا نزول ہوگا۔ اطمینان و سکون کی زندگی میسر ہو کر عبادات کی ادائیگی کا ذوق وشوق اور معاصی سے نفرت کا رجحان خود بخود پیدا ہوگا' ورنہ زبوں حالی کا یہ لامتناہی سلسلہ طویل سے طویل تر ہو کر جاری و ساری رہے گا۔

بہر حال خطبہ کے ابتداء میں ذکر کردہ آیت میں رب العزت نے خلافت و امارت کیلئے جن شرائط و اوصاف کا ذکر فرمایا۔ صحابہ' تابعین اور تبع تابعین ان شرائط پر سختی سے کاربند رہے تو خالق و مالک نے وعدہ کی پابندی کی صورت میں ان کے ذریعہ وہ کارہائے نمایاں رونما فرمائے جن میں سے بعض کا ذکر ہو چکا' عبرت اور نمونہ کے طور پر کچھ انعامات و اکرامات کا ذکر انشاء اللہ آئندہ ہوگا۔ یہی اصل اصول روز قیامت تک کے مسلمانوں کیلئے ہے اگر وہ اپنے رب سے کئے ہوئے عہد کی پابندی کریں گے تو کامیابی و سرفرازی دارین' اگر عہد توڑ دیا تو ذلت و خواری۔

رب العزت ہمیں عمل اور ان عقل کو حیران کرنے والے واقعات سے نصیحت اور عبرت حاصل کرنے کی توفیق نصیب فرماویں۔ (امین)

خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے